السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کچھ لوگ بدعت کو تقسیم کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ کچھ بدعات اچھی ہوتی ہیں۔ جبکہ کچھ دوسری بدعات بُری ہیں، دلیل کے طور پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول پیش کرتے ہیں کہ انھوں نے نماز تراویح کی جماعت کو اچھی بدعت قرار دیا تھا۔ اس کے متعلق قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت کریں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بدعت کی تعریف یہ ہے کہ ہر وہ دینی کام جس کا ثبوت قرآن وحدیث میں موجود نہ ہو، ایسا کام اگر ثواب اور عبادت کی نیت سے کیا جائے تو اسے بدعت کہتے ہیں۔ اس قسم کی تمام بدعات بُری اور نحوست ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں جانے کا باعث ہے۔''[1]

جو حضرات بدعت کی تقسیم کرتے ہیں کہ کچھ بدعات اچھی اور کچھ بُری ہیں، ان کا یہ موقف انتہائی محل نظر ہے، بطور دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو قول پیش کیا جاتا ہے، اس سے اس موقف کے لیے دلیل لینا بھی صحیح نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا پس منظر حضرت عبد الرحمن بایں طور بیان کرتے ہیں کہ میں رمضان کی ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مسجد میں گیا، سب لوگ متفرق اور منتشر تھے، کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا تھا تو کوئی کسی کے پیچھے کھڑا تھا۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میرے خیال کے مطابق اگر میں تمام لوگوں کو ایک قاری کی اقتدا میں جمع کردوں تو زیادہ مناسب ہوگا۔''

چنانچہ انھوں نے اسی عزم وارادہ کے ساتھ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ان کا امام مقرر کردیا۔ پھر ایک رات جب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا تو دیکھا کہ لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز تراویح پڑھ رہے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ صورت دیکھ کر فرمایا: ''یہ نیا طریقہ بہتر اور مناسب ہے اور رات کا وہ حصہ جس میں لوگ سوجاتے ہیں، اس حصے سے بہتر ہے جس میں یہ نماز پڑھ رہے ہیں۔'' آپ کی مراد رات کے آخری حصہ کی فضیلت بیان کرنا تھی کیونکہ یہ نماز تراویح رات کے پہلے حصہ میں ہی پڑھ لیتے تھے۔[2]

واضح رہے کہ نماز تراویح باجماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بھی پڑھی گئی جیسا کہ درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے، جسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے، آپ فرماتی ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت گھر سے نکلے، آپ نے مسجد میں نماز ادا کی اور لوگوں نے بھی آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ دوسری رات آپ نے یہ نماز پڑھائی تو نمازیوں کی تعداد بہت زیادہ بڑھ گئی، تیسری یا چوتھی رات تو یہ تعداد ایک بڑے اجتماع کی صورت اختیار کرگئی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات نماز پڑھانے کے لیے تشریف نہ لائے، صبح کے وقت آپ نے فرمایا: مجھ پر آپ کا ذوق اور شوق مخفی نہیں تھا لیکن یہ خدشہ میرے باہر آنے کے لیے رکاوٹ بنا رہا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ کردی جائے پھر تم اسے ادا کرنے سے قاصر رہو۔ اس روایت کے آخر میں ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی لیکن معاملہ اسی طرح رہا۔[3]

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز تراویح باجماعت مشروع ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض اس اندیشہ کے پیش نظر چوتھی رات جماعت سے گریز کیا کہ مبادا یہ نماز لوگوں پر فرض ہوجائے پھر لوگ اس کی پابندی نہ کرسکیں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا تو جس چیز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خائف تھے اس سے امن ہوگیا تو باجماعت نماز تراویح کا اہتمام کردیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سنت کو زندہ کرتے ہوئے اس نماز کو باجماعت ادا کرنے کا حکم دے دیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نماز تراویح باجماعت ادا کی گئی اگرچہ تین دن تک ایسا ہوا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ باجماعت ادا کرتے تھے تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بدعت کے نام سے موسوم کیوں کیا اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے لغوی طور پر اسے بدعت کہا ہے۔ شرعی اعتبار سے اسے بدعت نہیں کہا، کیونکہ ان کے دور حکومت میں اس کا خصوصی اہتمام کیا گیا جبکہ پہلے اس قسم کا اہتمام نہیں تھا۔ ان کے لیے یہ کام نیا تھا اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوچکا تھا لیکن اس قدر اہتمام نہیں تھا۔ اسے بدعت کہنے کی وجہ یہ ہرگز نہیں تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بدعت کی مزعومہ تقسیم سے لوگوں کو مطلع کرنا چاہتے تھے کہ بدعات دو قسم کی ہوتی ہیں، ایک بدعت حسنہ اور ایک بدعت سیئہ جیسا کہ بعض حضرات کا موقف ہم پہلے بیان کرآئے ہیں۔ ہمارے نزدیک ہر قسم کی بدعت گمراہی اور باعث نحوست ہے جیسا کہ حدیث کے حوالے سے پہلے بیان ہوچکا ہے۔

دراصل بدعت کی اس غلط تقسیم سے بہت ہی خرافات کو دین میں داخل کردیا گیا ہے بلکہ بدعت حسنہ کے نام سے ان حضرات نے ایک نیا دین متعارف کروایا ہے جس میں قل خوانی، چہلم، میلاد اور گیارہویں وغیرہ بر سر فہرست ہیں۔ بہرحال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مذکورہ فرمان کا ذکر کردہ بدعات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

---

[1] مسلم، الاقضیۃ: ۴۴۹۲۔

[2] صحیح بخاری، صلوٰۃ التراویح: ۲۰۱۰۔

[3] صحیح بخاری، التراویح: ۲۰۱۲۔

هذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد4۔ صفحہ نمبر:93

محدث فتویٰ